

## ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِيُنذِرَكُمْ الْعَذَابَ وَلِيُنذِرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (البقرہ: 186)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انسان کے سب کام اُس کے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اُس کی جزا ہوں گا۔“

(بخاری کتاب الصوم)

اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے  
جوت اک پریت کی ہر دے میں جگانے والے  
سرمی پریم کی آشاؤں کو دھیرے دھیرے  
مدھ بھرے سر میں مدھر گیت سنانے والے

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان اور روزہ کی فضیلت، فرضیت اور اہمیت کو سنتے ہیں۔

رمضان کی اہمیت اور برکات کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

”کبھی کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے میں ہر ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اُسے خوش نصیب بنا دیں۔ اس لیے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 258)

رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

”رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاء ہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے جاتا ہے جس کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا ہے یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے

باوجود بڑے ہی بد قسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اُس میں سے نکل جائیں۔ رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں۔“

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 326-327)

**رمضان کے روزے رکھنا قیام نماز کی طرح ہے**

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پچھانا اور اس کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے محفوظ رہنا چاہئے تھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔“

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند البکثرین من الصحابة، مسند ابی سعید الخدری، حدیث نمبر: 11524)

بالکل واضح حدیث ہے اس کے سمجھنے میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو عام سادہ اردو جاننے والے کے لئے مشکل پیش ہو۔ رمضان کے مہینے کو اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر ادا کیا جائے اور روزے رکھے جائیں تو یہ اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں یعنی رمضان کے مہینہ میں پھر وہ روحانی لحاظ سے دھل کر نکلتا ہے اور کوئی پُرانا داغ اس کے روحانی بدن کو میلا کرنے والا باقی نہیں رہتا۔

دوسری حدیث سنن النسائی کتاب الصیام سے لی گئی ہے... نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی ہو۔ (بچ میں کوئی اور واسطہ نہ آیا ہو) ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے اور میں نے اپنی سنت کے ذریعہ تم پر کھول دیا ہے کہ اس کا قیام کیسے کیا جاتا ہے۔“

جیسے نماز کو قائم کیا جاتا ہے اور اگر کوشش اور محنت اور توجہ سے نماز کو قائم نہ رکھا جائے تو بار بار اس میں گرنے کا رجحان پایا جاتا ہے یعنی اس کے تقاضے پورے نہیں کئے جاتے تو جس حد تک تقاضے پورے نہ ہوں اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ اتنی نماز گر گئی۔ رمضان کا بھی یہی حال ہے۔ رمضان کے روزے رکھنا قیام نماز کی طرح ہے۔ جہاں جہاں بھی کوئی انسان اس کے تقاضے پورے کرنے میں ناکام رہے گا اس حد تک رمضان کھڑا نہیں رہے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعہ تم پر کھول دیا ہے یعنی سنت جاری کر کے بتا دیا ہے اس طرح رمضان کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جس طرح میں نے رمضان گزارے ہیں تم بھی رمضان گزارو تو تم نماز کی طرح رمضان کو بھی قائم کرنے والے کہلاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا:

”پس جو اس کے روزے رکھے اور اسے قائم کرے۔ (کس حالت میں قائم کرے؟) ایمان کی حالت میں اور نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے۔ (تمام وقت ایمان کی حالت میں رہے اور ہمیشہ نفس کا محاسبہ کرتا رہے) وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے باہر نکل آئے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔“

(سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر اختلاف یحییٰ بن ابی کثیر... حدیث نمبر: 2210)

یعنی پاک و صاف فطرت لے کر بچ پیدا ہوتا ہے اور جس طرح ماں کے پیٹ سے باہر نکلتا تھا اسی طرح اس رمضان سے باہر نکلے گا، اگر یہ شرائط پوری کرے گا۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

**رمضان کے ساتھ تہجد کا بہت ہی گہرا تعلق**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا ہے کہ

”رمضان کے ساتھ تہجد کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ وہ روزے جو تہجد سے خالی ہیں وہ بالکل ادھورے اور بے معنی سے روزے ہیں۔ اس لئے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ روزے کی تلقین کرنی چاہیے... قادیان میں... لازمی تھا کہ وہ ضرور پہلے نفل پڑھے“

(خطبہ جمعہ 22/ اپریل 1988ء)

رمضان کا خصوصیت سے تہجد کے ساتھ تعلق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یعنی تہجد کی نمازیں... خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہی اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان ساتھ شامل نہ کر لے۔ اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنالیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحر کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آجائیں یہ رمضان کی روح کے منافی ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور امید ہے کہ اس کو اب روانہ دیا جائے گا بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی“  
(خطبہ جمعہ 26/ جنوری 1996ء)

رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا

فرمایا:

”ایک اور حدیث ہے جو اکثر آپ سنتے رہتے ہیں اس کی کچھ تشریح کی ضرورت ہے۔ وہ ہے رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا۔ الترمذی کتاب الصوم سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک بھی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا اور منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب! آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں! رک جا اور آگ سے بچائے جانے والے اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔“

(جامع الترمذی، کتاب الصوم عن رسول اللہ، باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، حدیث نمبر: 682)

یہ جو اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں یہ ترجمہ ہے اس کا۔ وَذَلِكُمْ لِكَيْلَئِيْلَةٍ مِنَ النَّارِ اور ذَلِكُمْ لِكَيْلَئِيْلَةٍ مِنَ النَّارِ آگ سے جو لوگ بچنے کی توفیق دئے جاتے ہیں، جن کو آگ سے بچایا جاتا ہے وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں۔ جس میں یہ مفہوم مضمر ہے کہ اگر ان کا رمضان اللہ کی خاطر بسر ہو گا تو اللہ کی خاطر ہی پھر ان کو آگ سے بھی بچایا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے اللہ کے بندے اُس دن آگ سے بچائے جاتے ہیں، مجھے تو اس سے اختلاف ہے۔ یہاں اللہ کے بندے مراد نہیں، بندے تو ہیں لیکن اللہ عتقاء اللہ کی خاطر جنہوں نے رمضان بسر کیا وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جائیں گے یعنی اللہ اس بات کا خاطر جنہوں نے رمضان بسر کیا لحاظ رکھے گا۔ وَذَلِكُمْ لِكَيْلَئِيْلَةٍ - تو یہ ہوتا ہے ہر رمضان کی رات کو یہ ظرف بن جائے گا اس لئے كَلَّا كَيْلَئِيْلَةٍ ہو جائے گا پس ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے... امر واقعہ یہ ہے کہ رمضان کی راتوں کو یار رمضان کے آغاز پر بھی جہنم کے سارے دروازے بند نہیں کئے جاتے اور جنت کے سارے دروازے کھولے نہیں جاتے یعنی عام بنی نوع انسان کے لئے جو اللہ کی خاطر رمضان بسر نہ کرتے ہوں اور ایسا ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ خدا کے نام پر تہوار منائے جاتے ہیں اور ان تہواروں میں حرکتیں وہ ہوتی ہیں جو اللہ کی خاطر نہیں ہوتیں۔ اب رمضان کے مہینہ میں بھی جہاں تک ہمارا علم ہے جو مسلمان ممالک سے خبریں آتی ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ اکثر راتیں وہ جشن کی طرح مناتے ہیں اور عیش و عشرت میں صرف کرتے ہیں۔ بعض لوگ جو شراب کے عادی ہوں وہ آخر وقت تک، اذان تک شراب خوری کرتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ اب شیطان نے بند ہونا ہے۔ جب روزہ شروع ہو گا تو شیطان بند ہو گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرما رہے ہیں رمضان کے وقت شیطان بند ہو جاتا ہے تو اگر مسلمان ممالک کا یہ حال ہے کہ وہاں شیطان بند نہیں ہوتا تو باقی ممالک کا اندازہ کریں کہ کیا حال ہو گا۔

آج کل اب یہ کرسمس کے دن ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی گستاخی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نام پر کرسمس منائی جا رہی ہے... مگر ایک خوبی بھی ہے جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ ضرور کھولتی ہے۔ وہ یہ کہ اپنے غریب عیسائی ممالک کے بچوں کے لئے خصوصیت سے اہل انگلستان بہت محنت کر کے

خوبصورت عید یوں کے ڈبے تیار کرتے ہیں۔ جس طرح ہماری عیدی ہوتی ہے اس طرح کرسمس کی بھی عیدی ہوا کرتی ہے اور یہ وہ دروازہ ہے جو ان میں سے کئیوں کے لئے اللہ فضل کرنا چاہے تو جنت کا دروازہ ہے جو کھل جائے گا۔ یہ بکثرت مثلاً رومانیہ میں جو عیسائی ملک ہے، غریب ملک ہے عیسائی بچے بہت سے ایسے ہیں جو محتاج ہیں کہ ان کو کوئی تحفہ دیا جائے اور کثرت سے ان میں ایڈز کے مریض بھی ہیں اور یہ لوگ اس پہلو سے اتنا خیال رکھتے ہیں کہ تمام عیسائی ممالک میں جہاں جہاں گہرے ایڈز کے مریض ہیں ان کے بچوں کو بھی خوش کرنے کے لئے وہ خوبصورت تحفے بناتے ہیں اور پیکیٹس میں ڈالتے ہیں اور اس کے لئے لاکھوں انگریز مرد عورتیں اور بچے ہیں جو محنت کر کے یہ تیار کرتے ہیں۔ تو انہوں نے تو اپنے لئے ایک ایسا دروازہ کھولا جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت کی ایک کھڑکی تو ضرور ہے یہ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ممالک کو یہ بھی توفیق نہیں ملتی۔ اب سعودی عرب اور کویت وغیرہ جن سونے کے پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی ایک چٹان ہی کو استعمال کر لیں اور جتنے مسلمان غریب ممالک میں بسنے والے بچے ہیں ان کی عید بنا دیں یا رمضان کے مہینہ میں ان کے لئے رمضان کے پورا کرنے کے سامانہیا کر دیں اور آنے والی عید ہر ان کے لیے تحفہ مہیا کریں تو بہت بڑی خدمت ہے۔ گل عالم اسلام میں چونکہ غربت زیادہ ہے تو اس لیے یہاں خدمت کی بہت ضرورت ہے، تو ان سے، غیروں سے ہی سبق سیکھیں اور وہ دروازے جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ان دروازوں کو اپنے اوپر کھولیں۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ

حضور نے فرمایا

”ایک حدیث ہے جو کتاب الطہارۃ صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: ”کبار سے بچنے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة... حدیث نمبر: 233)

یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے دیکھو! اللہ تعالیٰ نے کیسا زبردست انتظام کیا ہوا ہے کہ محافظین کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ایک دن بھی سال کا ایسا نہیں بچتا جس میں شیطان حملہ آور ہو اور اس کو رد کرنے کے سامان نہ ہوں۔ تو فرمایا کبار یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے۔ یہاں کبار کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، کبار سے بچنے والے، بڑے گناہوں سے بچنے والے بھی بہت سے ہیں جو روزمرہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نظر انداز فرما دیا ہے۔ فرمایا کبار سے بچنے والے کے لئے پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز پر اقرار کرتا ہے کہ اے خدا! مجھے سچی عبادت کی توفیق عطا فرما، مجھے منعم علیہ گروہ کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما، مجھے مغضوبوں کے راستہ سے بچا، ضالین کے راستہ سے بچا۔ اب یہ ساری باتیں کبار سے بچانے والی نہیں تو اور کیا ہیں؟ اور ہر روز پانچ مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ پھر ایک جمعہ اگلے جمعہ تک یہ روز کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور جمعہ کو خصوصیت کے ساتھ ان امور کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جن کی روزانہ پانچ وقت توجہ دلائی جاتی ہے اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہو جاتا ہے یعنی رمضان سے رمضان تک کا سلسلہ اسی طرح روز بروز کی پانچ نمازوں اور جمعوں کے ذریعہ ملتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورا سال انسان کبار سے بچنے کی اہلیت حاصل کر لیتا ہے اور اگر بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو بچانے کے لئے بہت عظیم الشان انتظام جاری فرما رکھے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

رمضان اور انفاق فی سبیل اللہ

سامعین! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی کتنی اہمیت ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں: ”رمضان المبارک میں بہت زیادہ خرچ کرنے کی تلقین ہے، اتنا زیادہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی رفتار تیز ہو اؤں کی طرح تھی لیکن رمضان میں یوں لگتا تھا جیسے جھکڑ آگیا ہو۔ ان ہواؤں کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتی تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ کرتے تھے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب أجد ما كان النبي يبيكون في رمضان، حدیث نمبر: 1902)

سوال یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ کیا صرف مال نکلتا ہے؟ یا اللہ تعالیٰ اموال میں برکت کا بھی اسی کو ذریعہ بناتا ہے۔ تو اس حدیث میں یہ نسخہ درج ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ذاتی خواہش نہیں تھی کہ میں خدا کی راہ میں خرچ کروں اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے وہ مال کو بڑھائے یعنی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ قومی اموال کو بڑھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نسخہ تھا اور یہ حقیقت ہے، ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاق ہی کی وجہ سے مسلمانوں کے قومی خزانے اتنے بھر دیئے گئے کہ پھر وہ ملک در ملک خدا کا یہ مالی فیض بھی بنی نوع انسان کو پہنچاتے رہے، غریبوں کو پہنچاتے رہے اور وہ خزانے ختم ہونے میں نہیں آتے تھے۔ تو یہ وہ نسخہ ہے جو مال بڑھانے کا نسخہ ہے جو انفرادی لحاظ سے بھی اطلاق پاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو رمضان کے مہینہ میں خرچ کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی اور بہت سے جماعت کے غرباء اس سے استفادہ کریں گے۔ خدا کی خاطر خرچ کریں، اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی نیت سے خرچ کرنا لازم ہے۔ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو بہت زیادہ بندے کا شکر ادا کرنے والا ہے وہ ایسے بندوں کے اموال میں برکت دے گا۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء صفحہ 897)

نماز روزہ اور ذکر کرنا مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد باب فی تضعیف الذکر فی سبیل اللہ تعالیٰ، حدیث نمبر: 2498)

اب دیکھیں اس کے ساتھ شرط ہے، نماز اور روزہ اور ذکر کرنا بڑھاتا ہے۔ یہ شرط پوری ہونی ضروری ہے۔ نماز کا حق ادا کیا جائے، روزے کا حق ادا کیا جائے، ذکر الہی کا حق ادا کیا جائے، اس کے ساتھ اگر خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں سات سو گنا بڑھانے کا ذکر ملتا ہے وہ بایوں کی تعداد کے اشارے سے ایک دانے سے اتنی بالیاں نکلتی ہیں اس سے استنباط ہوتا ہے کہ سات سو گنا بڑھاتا ہے مگر ساتھ ہی یہ وعدہ ہے جس کے لئے چاہے اس سے بہت زیادہ بڑھاتا ہے۔ تو تعداد جب بیان کی جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعداد بیان کی جاتی ہے تو صرف بندوں کو ایک ترغیب کی خاطر، سمجھانے کے لئے اور دوسرے لفظوں میں کم سے کم یہ تو ہو گا ضرور اور اس سے بہت زیادہ بھی ہو گا۔ اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ پاس تھا خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اب جماعت کا بجٹ دیکھیں اربوں تک پہنچ گیا ہے اور ساری دنیا میں فیض پہنچ رہا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے جو خرچ کیا، انفاق فی سبیل اللہ، اُس کو خدا نے دیکھو کیسے رنگ دلائے، کیسی برکت دی اور انفرادی طور پر بھی یہ ممکن ہے کہ ساری جماعت کے اموال میں بہت برکت پڑے مگر شرط وہی ہے جو حدیث کے حوالہ سے میں نے بیان کی ہے۔ نماز، روزہ اور ذکر الہی کا حق ادا کرو اور اس کے ساتھ ذکر الہی سے معمور ہو کر پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء صفحہ 898)

روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے

سامعین! روزہ روزہ ہماری حفاظت ایک ڈھال کی مانند کرتا ہے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”مطرف سے روایت ہے، سنن النسائی کتاب الصیام سے یہ روایت لی گئی ہے کہ: ”میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا انہوں نے دودھ منگوا لیا۔ میں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ نہیں تھا، ویسے روزہ رکھا ہوا تھا) عثمان کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ جس طرح جنگ سے بچنے کے لئے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو۔“

(سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد، حدیث نمبر: 2231)

جسے آگے آگے سپاہی لے کے چلتا ہے تاکہ تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ ڈھال پر رک جائے اور اسے گزند نہ پہنچے اسی طرح روزہ انسان کے لئے ڈھال بن جاتا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصنِ حصین ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل، مسند البکثیین من الصحابة، مسند ابی ہریرة، حدیث نمبر: 9225)

ایک ایسا قلعہ ہے جسے مضبوط کر دیا گیا اس میں شیاطین کو داخل ہونے کی اجازت ہی نہ ہو۔ تو رمضان میں روزے رکھنا ایک حصنِ حصین تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔ اپنے لئے یہ قلعہ تعمیر کر لو جن کو ہر طرح سے بُرجوں سے محفوظ کر دیا گیا ہو اور شیطان کو ان قلعوں میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

روزہ اللہ کے لئے ہے

فرمایا:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں سوائے روزہ کے، یقیناً وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔“

اب انسان کے سب کام اُس کے اپنے لئے ہیں روزہ بھی تو اُس کے اپنے ہی لئے ہوتا ہے، روزے کے فوائد بھی تو اُسی کو حاصل ہوتے ہیں پھر یہ کیوں فرمایا کہ میں اس کی جزا ہوں یعنی روزے کی جزا؟ مطلب یہ ہے کہ روزے کے دنوں میں، روزے کے اوقات میں انسان اُن حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جو دیگر ایام میں حلال ہیں اور رمضان کی بہت سی راتیں ایسی بھی آتی ہیں جن میں وہ راتوں کو حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے تو یہ ایسا معاملہ ہے جو دوسرے دنوں میں روزے کے سوا دیکھنا نہیں آتا۔ پس فرمایا کہ چونکہ میری خاطر وہ ایسا کرتا ہے، میرے جاری کردہ حلال کو میری خاطر وقتی طور پر اپنے اوپر حرام کرتا ہے تو میں اس کی جزا بن جاتا ہوں اور اس سے بڑی جزا روزے کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ خود اس کی جزا بن جائے۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“

اب یہ بات بھی سمجھنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بویا بدبو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بدبو آئے یا خوشبو آئے خدا کی ذات ان چیزوں سے بالا ہے۔ تو کستوری سے زیادہ پیاری ہے، اس سے یہ بھی لوگ سمجھ سکتے ہیں یعنی لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کو کستوری کی خوشبو بہت پسند ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ روزے دار روزہ کی بنا پر کھانے پینے سے محروم رہتے ہوئے اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے منہ سے روزے کی بو آنے لگ جائے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو روزہ نہ رکھتا ہو اور کستوریاں کھا کھا کر اس کے منہ سے خوشبوئیں اٹھ رہی ہوں، اللہ فرماتا ہے اس کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں یعنی روزہ رکھو خواہ منہ سے بدبو آئے اور چونکہ اللہ کی خاطر تم اُس بدبو کو برداشت کرتے ہو جو خود مومن کو پسند ہی نہیں۔ یہ نہ کوئی کہے کہ اللہ کو پسند ہے مجھے بھی بدبو پسند ہوگئی، ہرگز یہ مراد نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بو کے معاملہ میں زود حس اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے باوجود اس کے محض خدا کی خاطر منہ بند رکھنے کے نتیجہ میں منہ سے جو بو اٹھتی ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کر لیتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس کی خاطر ایک ایسا بندہ جو بو سے گویا الراجک ہو، تصور بھی نہ کر سکے کہ اس کے پاس سے، اس کے بدن سے، اس کے منہ سے بو اٹھے اور وہ برداشت کر رہا ہے تو یہ بات خدا کو بہت پسند ہے بہ نسبت ایسے بے روزہ دار کے جو خوشبوئیں لگائے پھرے اور اس کے منہ میں ہر وقت کچھ کھانے پینے کی خوشبودار چیزیں ہوں، اس کے منہ سے کستوری کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں خدا کو ایسے بندے کی خوشبوؤں کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ ہے

سامعین! رمضان کا مہینہ ہمیں صبر کرنا بھی سکھاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

”رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے کیونکہ اپنی خواہشات پر صبر کرنا ہے، اپنے غصوں پر صبر کرنا ہے، نیکیوں پر جم کے بیٹھنا ہے۔ بدیوں کی طرف جو تحریک ہے اس کا مقابلہ کر کے رک جانا ہے۔ ان سب چیزوں کو صبر کہا جاتا ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 75)

روزے رکھا کرو صحت اچھی ہو جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ اکبر علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے جو بات فرمائی۔ دیکھیں! کیسی صحت کے ساتھ وہ بات فرمائی، کتنی سچی بات فرمائی۔ صَوْمًا تَصْحُوًا رُوزے رکھا کرو صحت اچھی ہو جائے گی۔ پھر ایک موقع پر فرمایا۔ صبر کے مہینے کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں اور رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے..... سینے کی گرمی میں ایک وہ گرمی بھی ہے جو میں نے بتایا ہے Heart Burns اور اس قسم کی چیزیں لیکن اصل سینے کی گرمی میں روحانی طور پر نقصان دہ جذبات اور اشتعال انگیز باتیں ہیں۔ بعض لوگوں کے سینے کھولتے رہتے ہیں بعض بُری نیتوں کے ساتھ، بعض بدیوں کے ساتھ، کچھ عضوں کے ساتھ تو اڈل معنی وہ ہے جو سینے کی گرمی دور کرنے کا ہے..... جسم کی اندرونی تیزابی گرمی اس کے لیے علاج موجود ہے لیکن یہاں ظاہر ہے کہ مراد سینے کے طیش، سینے کے کھول، غصے کی حالت میں سینے میں جو باتیں ابلتی رہتی ہیں یا نفسانیت کے جوش سے جو سینے میں جذبات کھولتے رہتے ہیں رمضان ان کا بہترین علاج ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 76)

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اول جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، حدیث نمبر: 2706)

جب بھی افطار کرتا ہے ایک خاص خوشی پہنچتی ہے اور اُس خوشی کے نتیجے میں بعض لوگ اتنا افطار کرتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں پتلے ہونے کی بجائے موٹے ہونے لگتے ہیں اور یہ خوشی کا تو اظہار بہر حال ہے۔ سارا دن کے رکے ہوئے بھی جب کھاتے ہیں تو پھر بے تحاشا کھانے لگ جاتے ہیں، تو یہ مراد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو روزہ کھولا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی روزہ کھولتے رہے ہیں ہمارے سامنے انہی دنوں کی بات ہے، اس زمانے کی۔ روزہ کھولتے وقت خوشی تو ہوتی ہے مگر اُس خوشی میں کھانا بے تحاشا نہیں کھایا جاتا۔ ہاتھ روک کر کھانا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہاتھ روکنے کی توفیق زیادہ تھی۔ جن کو کم ہے ان کو کم ہوگی مگر کوشش یہ کریں کہ اپنے آپ کو کھلی چھٹی نہ دیں تاکہ رمضان کے ساتھ جو بُرائیاں اُتریں گی ان بُرائیوں کے علاوہ کچھ چربی بھی اُتر جائے اور انسان ہلکا پھلکا جسمانی بدن لے کر رمضان سے باہر آئے۔ تو ایک وہ خوشی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے۔ دوسری اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کے باعث خوش ہوگا۔ یہاں رب سے ملے گا کہ یہ مفہوم نہیں ہے کہ مرنے کا انتظار کرے کہ مرنے کے بعد رب سے ملے گا۔ جس نے روزہ رکھا خدا کی خاطر اُس کو افطار کی طرح نقد و نقد خوشی پہنچتی ہے، اللہ سے ملتا ہے اور اس کی راتیں اور بھی پہلے سے زیادہ روحانیت سے شاداب ہو جاتی ہیں اور اللہ کے آنے سے اُس کی راتیں خوشبوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ تو اللہ سے ملنے کی خوشی روز بروز ہوتی ہے، نقد و نقد سودا ہے اُس کے لئے موت کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ کیوں؟ جن کو اس دُنیا میں خدا سے ملاقات میسر نہ ہو اُن کو قرآن کریم کی رُوسے قیامت کے دن بھی ملاقات میسر نہیں ہوگی۔ جو اس دُنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کے دن بھی اندھے ہی اٹھائے جائیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 1998ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک اس کے حقیقی حق کے ساتھ گزرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: تمثیل احمد)

